رسالہ تاریخِ ادبِ اردو کی خدمات

موبینہ
ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو
دہلی یونیورسٹی، دہلی

تلخیص۔ سہ ماہی " تاریخ ادب اردو ۲۰۱۹ء میں دہلی سے نکلنا شروع ہوا۔ ایک بین الاقوامی پیر یویو، ریفریڈ جرنل ہونے کے ساتھ ساتھ ابتداء سے ہی کامیاب رہا۔ پروفیسر ارتضیٰ کریم کی رہنمائی میں یہ رسالہ صف اول میں شمار ہونے لگا ہے۔ ان کی اردو زبان وادب سے والہانہ محبت کی وجہ سے رسالے کی زبان میں نکھار آرہا ہے۔ اس کے مدیر ڈاکٹر محمد یحیٰ صباہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ قارئین پروفیسر ارتضیٰ کریم کی رہنمائی میں نکلنے والے اس رسالے سے مستفید ہوں گے اور اپنے ادبی ذوق کی تکمیل کریں گے۔ اس وجہ سے عالمی سطح پر ادبی تنقید، تحقیق، نئے رجحانات اور افکارات پر مشتمل مضامین کو اس رسالے میں شامل کیا جاتا ہے۔ ان کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ اس عالمی ادبی و تحقیقی سہ ماہی رسالہ کے معیار کو مزید بہتر کیا جائے۔ اس میں دیے جانے والے قارئین کے تاثرات اور فیڈبیک ان کی کوششوں کو مہمیز کرنے کا کام کرتے ہیں۔ اس رسالے میں ناول، شاعری، تنقید، تصور تعلیم، آزادیہ نسواں، مدرسہ تعلیم اور اردو زبان وغیرہ جیسے موضوعات قارئین کے لیے اس کو خاص بناتے ہیں۔

کلیدی الفاظ : تاریخ ادب اردو، تنقیدی مضامین، تحقیقی مضامین، عوامی رسالہ، اخبار و جرائد، پروفیسر یحیٰ صبا۔ زبان وبیان ، بین الاقوامی رسالہ، یو.جی. سی کیر یئر لسٹ۔

ہر زبان اور ہر قسم کے ادب کی ترویج واشاعت اور عوام سے متعارف کرانے کا عام وسیلہ رسائل وجرائد ہی ہوتے ہیں۔ اردو زبان کو بھی مقبول اور عوامی بنانے میں ان رسائل کا خاص کردار رہا ہے۔ یہ رسائل نہ صرف کسی زبان کی ملکی سطح پر ابیاری کرتے ہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی کسی زبان کو پروان چڑھانے اور پھلنے پھولنے کے بہترین مواقع فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح اردو زبان میں بھی رسائل اور جرائد کا اہم کردار رہا ہے۔ رسالہ "تاریخ ادبِ اردو" اس ضمن میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ رسالہ "تاریخ ادب اردو" دہلی سے نکلنے والا ایک بین الاقوامی پیر ریویو جنرل ہے۔ اور یو

.جی. سی. کیئر لسٹیڈ کے زمرے میں شامل ہے۔ رسالہ تاریخ ادب اردو دہلی سے نکلنے والا بین الاقوامی جنرل ہونے کے ساتھ ساتھ ادب سے متعلق تنقیدی تحقیقی معلوماتی اور انہی رجحانات و افکار سے بھرپور معیاری اور حوالہ جاتی مضامین کو ترجیح دینے والا ایک رسالہ بن گیا ہے۔ بہت جلد اس جریدے نے نہ صرف ادبی حلقوں میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی شناخت بنانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس رسالے نے نہ صرف زبان کی ابیاری کی ہے بلکہ ادب کو نئی سمت و رفتار عطا کی ہے۔ اردو ادب میں نئی تحقیق و جستجو اور نئے طریقے کار کو فروغ دینا اس ادبی جریدے کا اہم مقصد ہے۔ متنوع موضوعات کی وجہ سے عام قارئین سے اپنا رشتہ قائم کرنے میں یہ رسالہ کامیاب ہے۔ اس جریدے کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس میں معروف شخصیات اور قلم کاروں کے علاوہ علاقائی تعصبات سے بالاتر ہو کر نو قلم اور نوجوانوں کو اپنے خیالات کے اظہار اور ادبی ذوق کی تکمیل کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ ادبی جرنل ہے جس میں تمام علوم و فنون پر منحصر مضامین شامل کیے جاتے ہیں۔

کسی بھی رسالے کو کامیاب بنانے میں سرپرست اور ادارتی ٹیم کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اسی کی محنت و کاوش سے رسالے کا معیار اور وقار قائم رہتا ہے۔ رسالہ تاریخِ ادبِ اردو پروفیسر ارتضٰی کریم کی رہنمائی میں نکلتا ہے۔ "پروفیسر ارتضٰی کریم "کا نام اردو دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ یہ دہلی یونیورسٹی فیکلٹی آف آرٹ کے ڈین اور صدر شعبۂ اردو کا فریضہ بھی انجام دے چکے ہیں۔ نیز "قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان" کے ڈائریکٹر کے عہدے پر بھی فائز رہ چکے ہیں۔ ڈائریکٹر کی حیثیت سے انہوں نے اردو کی ترویج و اشاعت میں متعدد کام کئے ہیں اور اردو کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کی کامیابی میں "پروفیسر ارتضٰی کریم "کا خاص کردار رہا ہے۔ یہ ایک طویل عرصے سے اردو تنقید کے میدان میں بہت فعال اور متحرک ہیں۔ پروفیسر "ارتضٰی کریم "کو اردو کے کلاسکی اور جدید ادب پر دسترس حاصل ہے۔ ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جن میں "موضوعات مطالعات"، "اردو فکشن کی تنقید"، "ایک دبستان اردو ادب"، "مابعد جدید اور پریم چند"، "آغا حشر عہد اور ادب"۔ "قرۃ العین حیدر"، "ایک مطالعہ انتظار حسین"، "احتجاج اور مزاحمت کے رویے"، "جدید تنقید کا منظر نامہ"، "اردو میں پاپولر لٹریچر" اور "اردو افسانے میں بیانیہ کا احیا" خاص طور پر اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کی اردو سے محبت، جدوجہد اور لگن کا اعتراف کرتے ہوئے اسی رسالے کے ایک شمارے میں ڈاکٹر ارشاد سیانوی لکھتے ہیں۔

" پروفیسر ارتضیٰ کریم کے ادبی کارنامے بہت ہیں۔ انہوں نے اردو فکشن کی تنقید، ترتیب اور تدوین میں نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں۔ پروفیسر ارتضیٰ کریم کے ادبی تنقیدی کارناموں کا اندازہ تو ان کی بہت سی تعلیمات تصانیف اور ادبی مضامین سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔"(تاریخِ ادبِ اردو جلد ۶، شمارہ۔۱، ص۔۲۲(

انہوں نے نہ صرف اپنی تحریروں کو سجایا سنوارا بلکہ اس رسالے کی اشاعت میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔"پروفیسر ارتضیٰ کریم" کی لگن اور محنت کا ہی نتیجہ ہے کہ "تاریخِ ادبِ اردو" کو یو. جی. سی. کیر لسٹ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ رسالہ "تاریخِ ادبِ اردو" قارئین کو بہت جلد اپنی جانب متوجہ کرنے میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔ قارئین کو کلاسکی و جدید ادب سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ اردو دنیا میں واقع ہونے والی تبدیلیوں اور نئے فکری رجحانات سے واقفیت عطا کرنے میں بھی اس رسالے کا بہت اہم کردار ہے۔ بین العلومی موضوعات مثلاً آرٹ، فلسفہ، مذہبی و ثقافتی علوم، تاریخ زبان و ادب، فلم و میڈیا، اسٹڈیز اور بشری علوم کی اشاعت پر مشتمل یہ ایک بین العلومی موضوعات کو ترجیح دینے والا رسالہ بن گیا ہے۔ اس لیے اس جرنل کا شمار دیکھتے ہی دیکھتے معیاری جنرلز میں ہونے لگا ہے۔

رسالے کو کامیاب بنانے میں جہاں رسالے کے سرپرست کی محنت اور لگن درکار ہوتی ہے وہیں مدیر کی قابلیت بھی رسالے کو معیار و وقار عطا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اس ادبی جریدے کو کامیابی کے مراحل طے کرانے میں نگراں اور سرپرست کے علاوہ مدیر "پروفیسر یحییٰ صبا" کا بھی بہت اہم کردار ہے۔ "تاریخِ ادبِ اردو" کے مدیر "پرفیسر محمد یحیٰ صبا" کا شمار اردو کے فعال اور محنتی ادیب و محقق میں ہوتا ہے۔ ان کی علمی و ادبی کاوش کو بیشتر قارئین نے بہت سراہا ہے اور ادبی حلقوں میں وہ دادِ تحسین بھی حاصل کر چکے ہیں۔ "پروفیسر یحیٰ صبا" دہلی یونیورسٹی کے "کروڑی مل کالج" کے شبہ اردو میں بطور پروفیسر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کا تعلق صوبا بہار کے ارریہ ضلع سے ہے۔ جو کی بہار کے مہادیو گاؤں میں واقع ہے ۔ انہوں نے دلی یونیورسٹیز سے تعلیم حاصل کی اور پھر یہیں بطور مدرس ملازمت اختیار کی۔ اب تک ان کی تقریبا چھ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ جن کے نام ہیں "آغا حشر کی ناول نگاری"، "ادبی شخصیات"، "ادبی مقالات"، "ادبی تجزیات"، "ادبی مناظرات" اور" جمیل جالبی محقق و مؤرخ"۔ ان کتابوں سے قطع نظر ان کے ادبی و تنقیدی نوعیت کے مضامین اردو کے بلند پایا اور مختلف رسائل کی زینت بنتے رہے ہیں۔ نہ صرف دیگر رسائل میں بلکہ رسالہ "تاریخِ ادبِ اردو" کے تقریبا ہر شمارے میں "پروفیسر یحیٰ صبا" کے متنوع موضوعات پر مشتمل مضامین باقائدگی سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر "ایک تبسم آفرین قلم کار"، "خالد محمود"، "فرحت روح کا شاعر: اصغر گونڈوی"، "سماجی درد کا شاعر زبیر الحسن غافل"، "ناصر ملک

:رنگین دنیا کا ایک گمنام شاعر" اور" رینو کی کہانیوں میں ماٹی کی خوشبو" وغیرہ۔ ان کی تحریروں کے مطالعے سے آشکار ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسے موضوعات پر قلم فرسائی کی ہے۔ جن پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ان کی تحریریں بمقصد گہری فکر اور عمیق مطالعے کی نشاندہی کرتی نظر آتی ہیں۔ ان کا انداز بیان مبہم، بوجھل اور ثقیل الفاظ سے عاری سلیس و رواں ہے، جس کی قرات ایک ادنیٰ قاری بھی باآسانی کر سکتا ہے۔" پروفیسر یحیٰ صبا" اپنے بارے میں ایک جگہ خود لکھتے ہیں کہ۔

" میرے مضامین کے ذریعہ کسی اہم موضوع کی نشاندہی بھی ہو جائے تو میرے لیے یہ بات باعث تسکین ہوگی۔ تحقیق و تنقید کے فرش کی خاکروبی کرتے وقت میں نے عالی ادبی نظریات و عقائد نیز ان سے ابھرنے والے ادبی شہ پاروں کا وسعت نظری سے مطالعہ کیا ہے اور ان خیالات سے اپنے ذہن و دل کو مالامال بھی کیا ہے۔"

)یحیٰ صبا، ادبی مقالات، ۲۰۱۲ معاذ پبلیکیشن مالیگاؤں مہاراشٹر، صفحہ۔۱۰(

" پروفیسر محمد یحیٰ صبا" کی قابلیت ولیاقت نے اس رسالے کے معیار کو بلند کر کے مشہور رسائل کی فہرست میں شامل کر دیا ہے۔ رسالے کو منظر عام تک لانے میں اور بھی بہت سے عوامل کار فرما ہوتے ہیں۔ رسالے کی پبلشنگ ٹیم میں سے ایسے فرد بھی ہوتے ہیں جو پوری لگن اور محنت سے رسالے کو لفظ بالفظ پڑھ کر اس کے معیار کو بڑھانے میں ساتھ دیتے ہیں۔ اس رسالے کے مینجنگ ایڈیٹر" ڈاکٹر واسق الخیر پُری" پوری محنت سے اس کوشش میں رہتے ہیں کہ مضامین کا انتخاب، اس کی ترتیب عمدہ ہو اور مضامین میں جملے صاف ہوں اور ان میں غلطیاں بالکل نہ ہو جیسا کہ رسالے کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے۔

رسالے کے مطالعے سے ایک اور بات کا خلاصہ ہوتا ہے کہ رسالے میں ایسی شخصیات کو ترجیح دی جاتی ہے جن کی حیات و خدمات پر کم لکھا گیا ہے اور ان کی خدمات سے عام قارئین واقف نہیں ہیں۔ مطالعے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ واقعی حاشیے میں رہنے والوں نے اردو ادب کی خاموشی سے خدمات کی ہیں اور انہوں نے اپنی خدمات کا کوئی ڈنکا نہیں پیٹا ہے انہی حاشیائی ادیبوں میں بہت سے اہم نام شامل ہیں۔ جن کو ابھارنے کا کام اس رسالے نے کیا ہے۔ جس سے یہ رسالہ نہ صرف اردو ادب کی خدمت انجام دے رہا ہے بلکہ ایسے حاشیائی ادیبوں کی حوصلہ افزائی بھی کر رہا ہے جو خاموشی سے

اپنی خدمات سر انجام دیتے رہتے ہیں۔ ادبی رسائل ہمیشہ سے مختلف اصناف کو فروغ دینے میں معاون اور کار آمد ثابت ہوئے ہیں۔ رسالہ تاریخ ادبِ اردو کے ذریعہ ان نئے قلم کاروں اور انکی تخلیقات کو معیاری قارین مل رہے ہیں۔ جو نہ صرف اردو ادب کے شیدائی ہیں بلکہ شعر وادب پر اچھی گرفت بھی رکھتے ہیں۔ اور سالے میں اپنی تنقیدی رائے سے ان کی تخلیقات کا تجزیہ بھی کرتے ہیں۔ جس سے ان قلم کارون کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے اور انہیں Motivation بھی ملتا ہے۔ اس شمارے کی کئی جلدوں کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کے یہ رسالہ ادب کی معلومات فراہم کرانے میں بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔

تاریخِ ادبِ اردو میں ریسرچ اسکالر کے مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں، ریسرچ سکال کو صاف ہدایت دی جاتی ہے کہ مضمون ارسال کرنے سے پہلے ایک بار اپنے اساتذہ کو ضرور دکھالیں۔ تاریخ ادب اردو میں شامل ہونے والے مضامین کے حوالوں کی صحت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ بلا حوالہ کوئی بات نہیں درج کی جاتی۔

تاریخ ادبِ اردو میں تبصرہ نگاروں کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ تبصرہ نگار ہی مقالوں کے معیار کی جانچ کرکے اس کے قابل اشاعت ہونے کی سند دیتے ہیں۔ ”تاریخ ادبِ اردو“ چونکہ پیر ریویو جرنل ہے۔ اس وجہ سے کوئی بھی مقالہ شائع کرنے سے پہلے اس کو دو تبصرہ نگاروں کے پاس ریویو کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ جس میں مقالہ نگار کا نام اور اس کا عہدہ حذف کردیا جاتا ہے تاکہ تبصرہ نگار کھل کر اپنی رائے دے سکے۔ اس وجہ سے جرنل کے معیار کو بلند کرنے کے لیے تاریخ ادب اردو میں ادب کی مختلف اصناف میں مہارت رکھنے والوں کو ”تاریخ ادبِ اردو“ کے لیے تبصرہ نگار بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ سماہی رسالہ "تاریخ ادبِ اردو" اہم مجلہ ہے اور اپنی خصوصیت کے باعث ہی یوں. جی. سی. کیر لسٹ میں شامل ہوا ہے یہ نہ صرف عام قاری کے لیے بلکہ طلباء اور ادبہ کے لیے بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ طلبہ خاص طور پر اس سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ امید ہے کہ اس رسالے کے ذریعے آئندہ بھی اہم شخصیات کے بارے میں ہمیں معلومات حاصل کرنے کا موقع فراہم ہوگا۔

کتابیات۔

.1 تاریخ ادب اردو جلد۔۴, شمارا, جنوری تامارچ2022۔

.2 تاریخ ادب اردو جلد۴, شمارہ۔۲ اپریل تاجون.2022

.3۔ تاریخ ادب اردو جلد۶ شمارہ۴، اکتوبر تادیسمبر 2024

4.2025 تاریخ ادب اردو جلد۷, شمارہ۔۱. جنوری تااپریل.

۔ تاریخ ادب اردو جلد۔۷ شمارہ ۲۔، اپریل تاجون۵۲۰۲۵۵

☆☆☆